Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 113-123
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

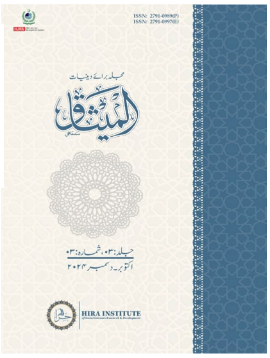

مسیحیت: مظلومیت سے سرپرستی تک: ابتدائی مسیحیت پر قسطنطین اعظم کے اثرات کا تجزیہ

Christianity from Persecution to Patronage: Analyzing the Impact of Constantine on Early Christianity

1. **Dr. Rizwan Ali**
drrizwanali@hotmail.com
Senior Subject Specialist (Islamic Studies), School Education Department, Punjab.

2. **Dr. Mahmood Ahmad**
(Corresponding Author)
mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk
Assistant Professor
Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.

How to Cite: Dr. Rizwan Ali and Dr. Mahmood Ahmad. 2024: "Christianity from Persecution to Patronage: Analyzing the Impact of Constantine on Early Christianity". *Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 113-123.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
20-11-2024	15-12-2024	31-12-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اشاریہ اردو جرائد, تحقیقات تحقیقی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

مسیحیت: مظلومیت سے سرپرستی تک: ابتدائی مسیحیت پر قسطنطین اعظم کے اثرات کا تجزیہ

Christianity from Persecution to Patronage: Analyzing the Impact of Constantine on Early Christianity

1. **Dr. Rizwan Ali**
Senior Subject Specialist (Islamic Studies), School Education Department, Punjab.
drrizwanali@hotmail.com

2. **Dr. Mahmood Ahmad**
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.
mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract

Allah Almighty has periodically sent prophets and messengers to guide humanity towards growth and prosperity, among whom is Jesus Christ, upon whom God revealed a formal scripture. After the departure of Jesus from this world, his disciples managed to preserve and propagate his teachings for a brief period. However, with Paul’s acceptance of Christianity and his subsequent extraordinary popularity among Christians, the original Christian faith began to fade away, overshadowed by Paul's distortions and superstitions. Although by the efforts of the original disciples of Jesus, Christianity remained in some regions with its core beliefs intact. During this time, the Roman Empire (which came into existence in 27 BC) was on the rise. The first three centuries were not favourable for Christians: Roman rulers persistently inflicted oppression upon them. This persecution escalated under Emperor Diocletian, who ascended to the throne in 284 AD. He imposed restrictions on Christians, prohibiting them from worshipping publicly, demolishing their churches, burning their scriptures, and imprisoning their religious leaders. The extent of his brutality was so severe that this period is historically referred to as the "Era of Martyrs." As we moved into the fourth century AD, the reign of Constantine the Great emerged. Although he was born into a family that adhered to pagan beliefs, Constantine focused on strengthening his empire and fostering unity among its inhabitants upon gaining power. Among his numerous reforms, one significant action was granting religious freedom to all individuals. He declared that anyone could accept whichever religion they deemed correct and freely practice their faith and religious teachings. Constantine demonstrated considerable favour towards Christianity and sought to rectify past injustices faced by Christians. He took measures to resolve internal conflicts within Christianity by convening councils and worked towards creating affinities and similarities between Christianity and the predominant religion of that era—paganism—achieving considerable success in this endeavour. Most historians believe that Constantine's actions were politically motivated, aimed at ensuring his empire remained strong, stable, and united. This research paper will discuss a brief introduction to Constantine, the political structure of the Roman Empire during this period, Constantine's attraction to Christianity, the outpouring of rewards and honours for Christians, and an overall examination of Constantine's impact on Christianity.

Keywords: *Christianity, Faith, Roman Empire, Jesus, Constantine.*

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و فلاح کے لیے وقتاً فوقتاً ان کی طرف انبیاء ورسل بھیجے۔ انہی میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ کتاب نازل فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے حواری تھوڑا عرصہ تو ان کی تعلیمات کی حفاظت اور تبلیغ و اشاعت کر سکے لیکن پولس کے قبول مسیحیت اور پھر اس کی مسیحیوں میں انتہائی چالاکی سے غیر معمولی مقبولیت کے بعد اصل دین عیسوی ناپید ہوتا چلا گیا اور پولس کی تحریفات و خرافات اصل دین مسیح پر غالب آ گئیں۔ تاہم یسوع مسیح کے اصلی حواریوں کی کوششوں سے کچھ علاقوں میں مسیحیت اصلی عقائد کے ساتھ بھی موجود رہی۔ ان دنوں رومی سلطنت (جو 27 قبل مسیح وجود میں آئی) عروج کی طرف گامزن تھی۔ اس وسیع و عریض سلطنت میں موجودہ بیسیوں ممالک شامل تھے۔

ابتدائی تین صدیاں مسیحیت کے ماننے والوں کے لیے سازگار نہ تھیں۔ رومی حکمران کسی نہ کسی طرح ان پر ظلم و جبر کرتے آرہے تھے حتیٰ کہ بادشاہ دقلدیانوس جب 284ء میں تخت نشین ہوا تو اس نے مسیحیوں پر پابندیاں لگائیں۔ ان کو عبادت کرنے سے حکومتی سطح پر روک دیا گیا، ان کے گرجے منہدم کروادیئے، ان کی کتب جلا ڈالیں، ان کے مذہبی پیشواؤں کو قید کر دیا۔ الغرض اس نے اتنے مظالم ڈھائے اور ان کا یوں قتل عام کیا کہ وہ سال عام الشہداء یا عصر الشہداء کے نام سے تاریخ میں جانا جاتا ہے۔ چلتے چلتے چوتھی صدی عیسوی میں قسطنطین اعظم کا دور آ گیا جو خاندانی لحاظ سے وثنیت کے عقیدہ کا حامل تھا۔ قسطنطین نے برسر اقتدار آنے کے بعد سب سے زیادہ توجہ اپنی سلطنت کی مضبوطی اور اس کے باشندوں کے اتحاد و اتفاق پر دی۔ اس نے متعدد اصلاحات کیں جن میں ایک اہم کام مذہبی لحاظ سے تمام لوگوں کو آزادی دینا تھا۔ قسطنطین نے اعلان کیا کہ جو شخص جس مذہب کو درست سمجھتا ہے اس کو قبول کر سکتا اور آزادی سے اپنے دین اور مذہبی تعلیمات پر عمل کر سکتا ہے۔ اس نے مسیحیت پر بہت زیادہ لطف و کرم کا مظاہرہ کیا اور ماضی میں ان پر ہونے والے مظالم کا ازالہ کرنے کی کوشش کی۔ مسیحیت کے آپسی اختلافات ختم کرنے کے لیے اقدامات کیے۔ یعنی کونسلیں بلوائیں۔ اسی طرح مسیحیت اور اس دور کے بڑے مذہب وثنیت میں قرب و مماثلت پیدا کرنے کے لیے بھی عملی اقدامات کیے جن میں وہ بہت حد تک کامیاب ہوا۔ اکثر مورخین کی رائے ہے کہ قسطنطین نے یہ سب کچھ سیاسی و جنگی مقاصد کے لیے کیا تاکہ اس کی سلطنت مضبوط و مستحکم اور متحد رہے۔

آئندہ سطور میں قسطنطین کا مختصر تعارف، سلطنت روم کا اس دور میں سیاسی ڈھانچہ، قسطنطین کا مسیحیت کی طرف راغب ہونا، مسیحیوں پر انعامات و اکرامات کی بارش، اور مجموعی طور پر مسیحیت پر قسطنطین کے اثرات پر بحث کی جائے گی۔

قسطنطین کا تعارف

قسطنطین جو قسطنطین آگسٹس، قسطنطین اعظم، قسطنطین اول، تینوں ناموں سے جانا جاتا ہے، کی پیدائش کے بارے مورخین کی مختلف آراء ہیں جن میں 27 فروری 272، 276ء، 280ء یا 288 مشہور ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں 280 کے بعد کا تذکرہ ہے۔ قسطنطین کے والد کا نام قسطنطیوس بن خلوروس تھا جو رومی سلطنت کے مغربی حصہ کا قیصر تھا۔ قسطنطین کی والدہ کا نام ھیلینا/ ھیلانۃ تھا جو تاریخ کی کتب میں قسطنطیوس کی معشوقہ کے طور پر جانی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس نے چند سال گزارے اور پھر اس کو 289ء میں چھوڑ دیا۔ قسطنطین ان کی غیر شرعی اولاد تھا۔ اس کے بعد قسطنطیوس نے بادشاہ ماکسیمیانوس کی بیٹی سے شادی کر لی اور قسطنطین کو دقلدیانوس کے دربار میں بھیج دیا تاکہ وہ وہاں شاہی اسرار و رموز سیکھے۔ قسطنطین کا گھرانہ سورج کی

الوہیت کا قائل تھا۔ رومی سلطنت کا سرکاری مذہب بھی یہی تھا۔ قسطنطین نے 15 سال کی عمر میں ہی رومی جنگی لشکر میں شمولیت اختیار کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں قائد کے عہدے پر فائز ہو گیا۔[1]

رومی سلطنت کا ڈھانچہ اور قسطنطین کا اقتدار

رومی سلطنت پر حکمرانی کرنے والوں میں دقلدیانوس ایک مضبوط اور مدبر حکمران تھا۔ اس نے سلطنت کی وسعت کے پیش نظر امور سلطنت چلانے کے لیے "رباعی نظام" متعارف کروایا یعنی مشرقی روم کا حکمران، مغربی روم کا حکمران اور ان دونوں کا ایک ایک نائب۔ یوں یہ چار لوگ امور سلطنت چلاتے تھے۔ 305ء میں دقلدیانوس اور مکسیمیانوس کی معزولی کے بعد ان کی جگہ جالیروس اور قسطنطیوس نے بطور شریک حکمران زمام حکومت سنبھالی اور فلافیوس سفیروس کو قسطنطیوس کا نائب بنایا گیا جبکہ ماکسیمینوس دایا کو جالیریوس کا نائب بنایا گیا۔ جالیریوس نے قسطنطیوس کے بیٹے (قسطنطین) کو بطور ضمانت اپنے پاس محل میں رکھا تاکہ قسطنطیوس اس کے خلاف بغاوت یا اس کے ساتھ غداری نہ کرے۔[2] لیکن قسطنطین ایک رات محل سے بھاگ کر اپنے والد کے پاس مغربی روم چلا گیا جہاں وہ برطانیہ کے جنوبی علاقوں میں بسنے والے قبائل سے مصروف جنگ تھا۔ کچھ ہی دن کے بعد 25 جولائی 306ء کو قسطنطیوس کا انتقال ہو گیا۔[3] اب قسطنطیوس کے حامیوں نے اس کے بیٹے قسطنطین کو مغربی روم کا قیصر مقرر کرنے کا مطالبہ کیا جس کا فیصلہ دوسرے قیصر یعنی مشرقی روم کے قیصر نے کرنا تھا۔ مشرقی روم کے قیصر جالیریوس نے یہ مطالبہ ماننے کی بجائے سفیروس کو قیصر مقرر کیا اور قسطنطین کو نائب قیصر کے عہدے پر تعینات کر دیا۔ سفیروس کچھ عرصہ بعد ایک معرکے میں مارا گیا تو اس کی جگہ لیکنیوس کو قیصر بنایا گیا۔ اس دوران ایک سابقہ قیصر ماکسیمیانوس کا بیٹا ماکسنتیوس مسلسل رومی حکومت کے خلاف اپنی ایک بڑی فوج کے ساتھ برسرپیکار تھا جس کا مطالبہ تھا کہ وہ قیصر کا بیٹا ہے لہذا اس کو بھی قیصر یا نائب قیصر کا عہدہ دیا جائے۔ اس دوران قیصر جالیریوس کا سن 311ء میں انتقال ہو گیا۔ اب قسطنطین کے لیے اکیلا رومی حکمران بننے کے راستے میں صرف دو رکاوٹیں تھیں:

- ایک قیصر لیکنیوس
- دوسرا ماکسنتیوس بن ماکسیمیانوس

قسطنطین نے اولاً لیکنیوس کو اپنا حلیف بنا لیا اور 312ء میں یکسو ہو کر ماکسنتیوس کے مقابلہ پر اتر آیا۔ مدمخالف کی پاس بہت بڑی فوج ہونے کے باجود روما کے قریب معرکہ میلفیان (Milvian) میں اس کو شکست فاش دی اور اسے قتل کر کے روما میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہو گیا اور زعماء و شرفاء شہر نے اکٹھے ہو کر متفقہ طور پر قسطنطین کی بیعت کر لی۔[4]

اب میدان میں صرف دو ہی لوگ تھے: قسطنطین اور لیکنیوس۔ ان میں سے اول الذکر مغربی حصہ کا حکمران بن گیا اور دوسرا مشرقی۔ ان کی یہ شراکت والی حکومت چند سال ہی چلی کہ ان کے مابین جنگیں شروع ہو گئیں اور 324ء میں قسطنطین نے لیکنیوس کو شکست دے کر اسے بھی قتل کر دیا اب وہ رومی سلطنت کا بلاشرکت غیرے اکیلا حکمران تھا اور تادم وفات یعنی 337ء تک روم کے سیاہ و سفید کا مالک رہا۔[5]

قسطنطین کے باقی قیاصرے سے امتیازات میں سے دو امتیازی کام تاریخ میں ہمیشہ اہمیت کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں:

1. قسطنطین کا مسیحیت کی طرف خصوصی التفات۔
2. قسطنطنیہ شہر بسانا اور اس کو دارالحکومت بنانا۔ اس شہر کی بنیاد اس نے 324ء میں رکھی جو 6 سال میں مکمل ہوا 330ء میں اس کا افتتاح کر دیا گیا اور دارالحکومت بنایا گیا۔

قسطنطین کا دور حکومت: مسیحیت کے دور ابتلاء کا خاتمہ

اس بارے کوئی دورائے نہیں کہ قسطنطین کے دور اقتدار سے قبل روم میں مسیحیت انتہائی مشکل اور مصائب وآلام سے بھری زندگی بسر کر رہی تھی۔ ان کو سلطنت کا حصہ تصور کیا جاتا اور نہ ہی ان کو باقی شہریوں کے برابر کسی قسم کے حقوق دیے جاتے۔ مسیحیت کے ماننے والوں نے تین صدیاں اسی کرب وتکلیف میں گزاریں۔ قسطنطین کے اقتدار کا دورِ آغاز مسیحیت کے لیے انتہائی خوشگوار ثابت ہوا۔

مرسوم میلانو

قسطنطین نے جب اپنے بڑے حریف ماکسنتیوس کو 312ء میں شکست دی اور آدھے روم کا قیصر بن گیا تو اس نے اپنے شریک حکمران لیکینیوس سے مارچ 313ء میں "میلانو" (روم کے بعد دوسرا بڑا شہر) میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کا مقصد سلطنت کے امور اور معاملات کے بارے غور وفکر اور مشاورت کرنا تھا۔ دیگر موضوعات کے ساتھ سلطنت میں موجود مسیحیوں کی مظلومیت کا بھی ذکر ہوا تو دونوں قیاصر نے یہ طے کیا کہ سلطنت کے باشندوں کو مذہبی آزادی دی جانی چاہیے۔ اس مجلس کی کاروائی کی تفصیلات مورخین کو اس خط سے ملی ہیں جو لیکینیوس نے اپنے نائب کو لکھا تھا۔ یہ خط "مرسوم میلانو" میلانو کا خط سے معروف ہے۔[6] اس خط کو کلیسائی مورخ یوسابیوس نے "تاریخ الکنیسۃ" میں ذکر کیا ہے۔ جس کے مندرجات مختصراً کچھ یوں ہیں:

> مذہبی آزادی سے کسی کو محروم نہ کیا جائے گا، مسیحی و دیگر اقوام کو عقائد اختیار کرنے اور اپنے دین کی تعلیمات پر عمل کرنے میں آزادی حاصل ہو گی اور کسی کو مسیحیت اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے سے روکا نہیں جائے گا۔ خط میں حکم دیا گیا کہ ماضی میں جن مسیحیوں کے گھر، باغات اور زمینیں چھین لی گئیں ہیں وہ ان کو بلا تاخیر واپس کی جائیں۔ اس طرح مسیحیوں کی ضبط شدہ عبادت گاہیں بھی ان کو واپس لوٹانے کا حکم صادر کیا گیا اور آخر میں لکھا گیا کہ یہ احکامات تحریری شکل میں ہر جگہ پھیلائے جائیں تا کہ تمام لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں۔[7]

قسطنطین کی مسیحیوں پر خصوصی نوازشات

مرسوم میلانو میں اگرچہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو مذہبی آزادی دی گئی لیکن اس میں بھی مسیحیت کا بطور خاص ذکر کیا گیا اور مسیحیوں کی ضبط شدہ املاک و جائیداد فوراً واپس کرنے کا حکم صادر کیا گیا جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قسطنطین کا مسیحیت کی طرف ایک خاص جھکاؤ اور میلان تھا۔

قسطنطین نے مسیحیوں پر ہونے والے مظالم کو ہی نہیں روکا بلکہ اس نے ان پر انعامات واکرامات کے دروازے بھی کھول دیے۔ قسطنطین کے اقتدار میں روم میں مسیحیت کا مقام یکسر تبدیل ہو گیا۔ یہ ایک ممنوعہ دین سے نکل کر ایک پسندیدہ دین بن گیا، مسیحیوں کو اعلانیہ، بلا خوف وخطر عبادت کرنے کی اجازت مل گئی۔ یعنی مسیحیت کو ریاست نے باقاعدہ ایک دین کے طور پر قبول کر لیا اور جو لوگ سابقہ قیاصر کے مظالم کی وجہ سے جزائر اور پہاڑوں میں روپوش ہو گئے تھے ان کو واپس لا کر جائیدادیں، املاک اور گھر دیے گئے۔ جن مسیحیوں کو گھروں میں جبراً غلام یا نوکر بنا کر رکھا گیا تھا ان کو آزادی مل گئی۔ مسیحیوں کو جنگی لشکر میں شامل کیا گیا اور عسکری عہدوں سے نوازا گیا۔ ان کے مقتولین کی قبروں کو کنیسہ کی ملکیت قرار دیا گیا اور مقتولین کی جائیدادیں ان کے ورثاء کے حوالے کی گئیں۔[8] مسیحیوں کو حکومتی عہدے دیے گئے۔ صوبوں کے عمال کو لکھا گیا کہ وہ کنائس کی تعمیر میں سلطنت کے خزانہ سے مسیحیوں کی

مدد کریں۔ قسطنطین نے اساقف کو براہ راست خطوط لکھے اور ساتھ ان کے لیے تحائف واموال بھیجے۔[9] گویا قسطنطین نے مسیحیت پر عنایات وانعامات کے دروازے کھول دیے اور مادی و معنوی ہر دو لحاظ سے ان کی مدد کی۔

قسطنطین کی مسیحیت کی طرف راغب ہونے کی وجہ

یہ بات تو تمام مورخین کے ہاں طے شدہ ہے کہ قسطنطین کے دور میں مسیحیت کو غیر معمولی اہمیت دی گئی اور ان پر ماضی میں روا رکھے جانے والے غیر انسانی و غیر مساوی سلوک کو نہ صرف کہ روکا گیا بلکہ اس کا بطریق احسن مداوا بھی کیا گیا جس کے نتیجے میں پانچ فیصد آبادی پر مشتمل مسیحی قوم سارے روما پر چھا گئی اور مسیحیت اس دور کا سب سے بڑا دین بن گیا۔ لیکن اس کی وجوہات کے بارے مؤرخین کی آراء مختلف ہیں کہ قسطنطین نے مسیحیت کو غیر معمولی طور پر اہمیت کیوں دی؟ کچھ کے نزدیک اس کے اسباب سیاسی و عسکری تھے جب کہ کچھ کے نزدیک اس کے اسباب خالصتاً مذہبی تھے۔ مورخین کی دونوں آراء کو ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

رائے اوّل: مؤرخین کے پہلے گروہ کا موقف

کلیسائی مورخین کا دعویٰ ہے کہ قسطنطین ایک پارسا اور متقی حکمران تھا۔ وہ اس کو 12 حواریوں کے برابر درجہ دیتے ہیں۔ ان میں سے قسطنطین کے دور کے مورخ اور قسطنطین کے ترجمان یوسابیوس (Eusebius) پیش پیش ہیں جو یہ کہتے نظر آتے ہیں قسطنطین متقی اور مسیح کے رسولوں میں سے ایک رسول تھا جس نے مسیحی تعلیمات براہ راست اللہ سے حاصل کی تھی۔[10]

مورخ یوسابیوس نے اپنی کتاب لائف آف قسطنطین میں ایک تفصیلی روایت بیان کی ہے کہ 312ء میں جب قسطنطین نے ایطالیا پر حملہ کیا اور اس ماکسمنتیوس سے اس کی جنگ ہوئی تو اس جنگ سے پہلے ایک روز دوپہر کے وقت قسطنطین کو آسمان پر سورج کے قریب صلیب چمکتی دکھائی دی جس کے قریب ہی لکھا تھا (Tou Tw Vika) "اس کے ذریعہ تو فتح یاب ہوگا"۔ بقول یوسابیوس اس معجزہ کو صرف قسطنطین نے ہی نہیں بلکہ سارے لشکر نے دیکھا اور پھر اسی رات اس کو خواب میں مسیح اللہ کی زیارت ہوئی ان کے پاس وہی علامت تھی جو اس نے آسمان پر سورج کے پاس دیکھی تھی۔ مسیح علیہ السلام نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس طرح کی علامت بنا کر اپنے لشکر کے جھنڈے کے طور پر رکھے جس کی وجہ سے وہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یوسابیوس مزید واضح کرتا ہے کہ اگلی صبح قسطنطین نے مسیحی علماء سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اس کو بتایا کہ یہ مسیح علیہ السلام تھے۔ انہوں نے اس کو مزید مسیحیت کے بارے تعلیمات سے آگاہی دی۔ اس کے بعد قسطنطین نے کاریگروں کا بلا کر اس خاص نشان کی ہیئت کے بارے بتایا کہ وہ اس طرح کی علامت سونے اور قیمتی پتھروں سے تیار کریں تا کہ اس علامت (یعنی صلیب) کو وہ اپنے لشکر کے ساتھ ساتھ رکھے۔[11] یوسابیوس یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ قسطنطین کی مسیحیوں کے لیے رعایت، انعامات و اکرامات اس وجہ سے تھے کہ اس نے مسیحیت کو قبول کر لیا تھا۔ مسیح علیہ السلام اس کو خواب میں نظر آئے، صلیب نظر آئی، صلیب کی وجہ سے اس کو فتح حاصل ہوئی۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اس واقعہ کا راوی صرف اور صرف یوسابیوس مورخ ہے اور اس میں تضادات بھی ہیں۔ کبھی کہتا ہے کہ قسطنطین کو مسیحی تعلیم براہ راست اللہ تعالیٰ نے دی اور صلیب آسمان پر دکھائی۔ کبھی یہ کہتا ہے کہ جب خواب میں حضرت مسیح کو دیکھا تو اگلی صبح مسیحی علماء نے اس کو بتایا کہ یہ تو حضرت عیسیٰ ہیں اور ان علماء نے ہی اس کو مسیحیت کے بارے مزید تعلیمات دیں۔ اسی طرح یوسابیوس نے یہ رویتِ صلیب کی روایت صرف اسی کتاب میں ذکر کی ہے۔ اپنی دوسری کتاب جس میں اس نے کنیسہ کی تاریخ بیان کی اس میں اس کا ذکر تک نہیں ہے اس کے علاوہ بہت سے مسیحی مورخین نے بھی اس روایت کو مشکوک قرار دیا ہے جن میں یوحنا موسہیم، اندرو ملر، مورخ جونز اور فلپ حتی کے نام نمایاں ہیں۔

پولس اور قسطنطین میں مماثلت

اس کو عجیب اتفاق سے تعبیر کیا جائے یا کچھ اور کہا جائے کہ حضرت یسوع مسیح کی تعلیمات بلکہ یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ مسیحیت پر بہت زیادہ اثر انداز ہونے والی مسیحی تاریخ میں دو شخصیات ہیں: پہلے نمبر پر پولس اور دوسرے نمبر پر قسطنطین۔ دونوں کے قبول مسیحیت کے بارے جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں حد درجہ مماثلت موجود ہے۔ مثلاً:

- پولس کا دعویٰ ہے کہ اس کو دوپہر کے وقت آسمان پر ایک علامت نظر آئی جو نور سے گھری ہوئی تھی۔ قسطنطین کے متعلق بھی یہی دعویٰ ہے۔
- پولس نے کہا کہ اس علامت کو دیکھ کر میں ڈر گیا اور زمین پر گر گیا۔ قسطنطین بھی یہی کہتا ہے کہ میں اور سارا لشکر جنہوں نے یہ دیکھا اس سے دہشت کھا گئے۔
- پولس کو دوران سفر یہ علامت نظر آئی۔ قسطنطین بھی ایک جنگ کے سلسلے میں سفر میں تھا۔
- پولس کو حضرت عیسیٰ کی آواز آئی۔ قسطنطین کو بھی حضرت عیسیٰ خواب میں نظر آئے اور بشارت دی۔
- پولس کے بقول حضرت عیسیٰ نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کو یہودیوں اور غیر یہودیوں سے بچائیں گے۔ قسطنطین کو بھی یقین دلایا کہ وہ اگر صلیب کو لشکر کے ساتھ رکھے گا تو اس کو جنگوں میں دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
- یہ چیزیں مسیحی تاریخ میں شامل ان دونوں روایات کو مشکوک کر دیتی ہیں اور قسطنطین کا یوں اچانک مسیحیت کو قبول کر لینے کے دعویٰ کو مشکوک کر دیتی ہیں۔ یوسابیوس کا یہ دعویٰ کہ قسطنطین نے 312ء میں مسیحیت کو قبول کر لیا تھا یا اس کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست مسیحیت سے روشناس کروایا اور تعلیم دی، قابل اعتبار نہیں۔

رائے دوم: مؤرخین کے دوسرے گروہ کا موقف

قسطنطین کے بارے مؤرخین کے دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ قسطنطین نے مسیحیت کی طرف بھرپور توجہ کی وجہ مذہبی وابستگی سے زیادہ سیاسی و عسکری مفادات اور مقاصد کا حصول تھا۔ کیونکہ قسطنطین نے یہ مشاہدہ کیا کہ مسیحی لوگ باوجود اس کے کہ تعداد میں بہت کم ہیں لیکن یہ منظم اور اپنے دین کی تعلیمات سے والہانہ محبت کرنے والے ہیں نسبتاً ان بت پرستوں کے جو مختلف معبودوں کو ماننے والے اور گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اس نے ان کے ساتھ خاص رعایت اور حسن سلوک کرنا شروع کیا تاکہ ان کی تائید اور مدد حاصل کر سکے۔[12] اسی طرح قسطنطین اس بات سے بھی بخوبی واقف تھا کہ سلطنت کے مشرقی علاقے جیسے شام، فلسطین، مصر اور شمالی افریقہ وغیرہ میں مسیحیت کا بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے۔ لہٰذا سلطنت کو مضبوط رکھنے اور کنٹرول میں رکھنے کے لیے مسیحیوں کے ساتھ مراسم بڑھانا ضروری تھا۔[13]

مؤرخ یوسابیوس خود اقرار کرتا ہے کہ قسطنطین نے بپتسمہ سن 337ء میں اس وقت لیا جب وہ بستر مرگ پر تھا جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس سے قبل قسطنطین نے باقاعدہ مسیحیت کو قبول نہیں کیا تھا۔[14] اسی طرح مؤرخین کے ہاں یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ قسطنطین نے مرتے دم تک "کاہن اعظم" کے عہدہ سے اپنے آپ کو الگ نہیں کیا جو کہ حسب روایت روما کے حکمران کے پاس ہی ہوتا تھا جو وثنیت پر یقین رکھنے والوں کا مذہبی حکومتی عہدہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ قسطنطین "کاہن اعظم" کے منصب سے متعلق تمام امور تسلسل کے ساتھ سرانجام دیتا رہا، بیماریوں سے بچاؤ اور دیگر مقاصد کے لیے جادوگروں کے الفاظ پر مشتمل دم، کہانت کے اعمال اور بت پرستوں کے لیے نئے ہیکل بنانے کا کام مسلسل جاری رہا۔[15] حتیٰ کہ قسطنطنیہ کے شہر میں جس کو قسطنطین نے

اپنی زندگی کے آخری سالوں میں آباد کیا اس میں بھی بت پرستوں کے لیے نئے عبادت خانے سلطنت کی طرف سے تعمیر کیے گئے۔ الغرض قسطنطین نے مسیحیت پر اپنے سیاسی مقاصد کے لیے دست شفقت رکھا جس سے مسیحیوں کو بھی فائدہ ہوا اور خود قسطنطین کو بھی۔

قسطنطین کی مسیحیت اور وثنیت میں موافقت کی کوششیں

قسطنطین اور اس کے آباء واجداد کا دین بت پرستی تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مسیحیت کے لیے بہت زیادہ نرم گوشہ بھی رکھتا تھا اور مسیحیت کی طرف ایک خاص میلان بھی۔ ایک طرف اس نے مسیحیوں پر اتنے انعامات واکرامات کیے کہ غیر محسوس طریقے سے ان کے کلیسا کا سربراہ بن گیا، کونسلیں بلانے اور فیصلے کرنے لگا۔ حتی کہ عقائد مرتب کرنے میں بھی دخل اندازی کرتا رہا اور مسیحی اس کو برضا و رغبت قبول کرتے چلے گئے۔ دوسری طرف یہ بدستور بت پرستوں کا سب سے بڑا عہدہ "کاہن اعظم" اپنے پاس رکھے ہوئے تھا جو اس کی زندگی کے آخر تک اسی کے پاس رہا۔

قسطنطین کو اس بات کا بھی ادراک تھا کہ وثنیت زوال پذیر ہے اور مسیحیت اتنے مظالم برداشت کرنے کے باوجود بھی پھیلتی چلی جارہی ہے۔ لہذا اس نے مسیحی پیروکاروں کی تائید حاصل کرنے کی جانب توجہ دی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی سلطنت کے ایک جم غفیر کے دین یعنی وثنیت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سیاسی اعتبار سے ایسا طریقہ اور رویہ اپنایا کہ وثنیت اور مسیحیت کو اکٹھا چلا سکے۔ مثال کے طور پر:

- قسطنطین نے جب مذہبی آزادی کی بات کی تو صرف مسیحیت نہیں بلکہ تمام ادیان کی بات کی۔
- قسطنطین نے جب نئے دالحکومت کا افتتاح کیا تو مسیحیت اور وثنیت ہر دو کے شعار آویزاں کیے۔
- قسطنطین گفتگو کرتے ہوئے ایسے الفاظ استعمال کرتا جو ان دونوں کے لیے قابل قبول ہوتے۔[16]
- قسطنطین سے پہلے روم کے سکے پر ایک طرف بھیڑیے اور دوسری طرف بت پرستوں کے الہ "مترا" کی تصویر تھی۔ قسطنطین کے دور میں تین قسم کے سکے بنائے گئے۔ پہلے پر ایک طرف یسوع مسیح کا نام، دوسری طرف بھیڑیے کی تصویر، دوسرے پر ایک طرف یسوع مسیح کا نام اور دوسری طرف روما کے الہ کا نام تھا، تیسرے سکے پر ایک طرف الہ "مترا" کی تصویر تھی جو اپنے ہاتھ میں سورج کو پکڑے ہوئے تھا اور دوسری طرف صلیب بنی ہوئی تھی۔[17] بت پرست اتوار کے دن کو یوم الشمس (Sunday) یعنی "الہ مترا" کے دن کے طور پر مناتے چلے آرہے تھے۔ قسطنطین نے اعلان کیا کہ یہ دن "یوم الرب" ہے لہذا اس دن سرکاری محکموں کے ملازمین اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو چھٹی ہوگی۔ اس وقت سے مسیحی اتوار کو مقدس سمجھ کر مناتے چلے آرہے ہیں۔[18] قسطنطین کے اس عمل سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے دونوں ادیان کے لوگوں کو ایک دن پر جمع کرنے کی کوشش کی۔
- قسطنطین نے مسیحی تاریخ میں پہلی بار مسیحی عقائد وایمانیات کی تشکیل کروائی اور قوانین ایمانیہ مرتب کروائے۔ اس عمل میں ان مسیحی عقائد کو قبولیت کا درجہ دلوایا جو وثنیت کے زیادہ موافق اور قریب تھے یعنی الوہیت مسیح کے عقائد وغیرہ۔

نیقیہ کی کونسل اور قسطنطین کا کردار

گذشتہ صفحات میں واضح ہو گیا کہ قسطنطین کے سامنے سب سے اہم چیز اس کی سلطنت اور اس کا استحکام تھا جس کے لیے وہ مختلف ادیان کو ضم کرنے کی کوشش تک کرتا رہا تا کہ کوئی اختلاف اور فساد اس کی سلطنت کو کمزور نہ کردے۔ اسی طرح اس نے

مسیحیت کے آپسی اختلافات کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی۔ ان اختلافات میں سے ایک اہم اختلاف عقائد کا تھا جو اسکندریہ کے کنیسہ سے رونما ہوا اور ہر طرف پھیل گیا۔ کسندر جو کہ اسکندریہ کے کلیسا کا بطریرک تھا ایک روز لوگوں کو یہ تعلیم دے رہا تھا کہ "ابن اللہ" درحقیقت "اب" یعنی باپ کے مساوی ہے۔ اس پر اریوس نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ انجیل کی تعلیم نہیں بلکہ بدعت ہے کیونکہ مسیح ، "اب" کے مساوی نہیں۔ نہ جوہر کے اعتبار سے نہ شان و عظمت کے لحاظ سے ،وہ مخلوق ہیں، حادث ہیں اور غیر ازلی ہیں۔[19] ان دونوں کا جھگڑا اشدت اختیار کر گیا اور یہ ایک دوسرے کے خلاف اپنے ہم نواؤں کی کونسلیں منعقد کر کے ایک دوسرے کو مطعون قرار دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اس اختلاف کی خبر قسطنطین تک پہنچی۔ اس نے اختلاف دبانے کے لیے اپنے ایک دوست ہوسیوس، جو کہ قرطبہ کا اسقف تھا، کی خدمات حاصل کیں اور اس کو اریوس اور کسندر کی طرف بھیجا۔ ساتھ اپنی طرف سے ان دونوں کی طرف ایک تفصیلی خط بھی لکھ کر دیا (جس کو مورخ یوسابیوس نے "حیاۃ قسطنطین" میں نقل کیا ہے) جس میں قسطنطین نے فریقین کو نزاع ختم کرنے کی تلقین وغیرہ کی۔[20] لیکن اسقف ہوسیوس کی کوششوں اور قسطنطین کے خط نے اس اختلاف کو ختم کرنے میں کوئی اثر نہ دکھایا۔ ہوسیوس نے واپس آ کر قیصر کو معاملے کی سنگینی سے آگاہ کیا تو قسطنطین نے کونسل بلانے کا ارادہ کیا اور ہر علاقے سے مسیحی علماء و پادریوں کو پیغامات بھیجے گئے اور ان کو جلد از جلد نیقیہ شہر میں جمع ہونے کا کہا گیا۔

20 مئی 325ء کو کونسل باقاعدہ طور پر شروع ہوئی۔ مورخ یوسابیوس نے استقبالیہ کلمات سے مجلس کا آغاز کیا اس کے بعد قیصر حاضرین سے لاطینی زبان میں مخاطب ہوا اور ان کو بلانے کا مقصد بتایا۔ اختلاف کو حل کرنے کے لیے تجاویز طلب کیں، مترجم نے اس کی گفتگو کا یونانی میں ترجمہ کیا، بحث شروع ہوئی پادری ایک دوسرے کو الزام دینے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہال میدان جنگ بن گیا۔ قسطنطین کو صورتحال دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ عقائد پر اتفاق کوئی آسان کام نہیں۔ وہ بیٹھا حاضرین کی گفتگو، دلائل اور نظریات سنتا رہا اور بوقت ضرورت بحث میں شامل بھی ہوتا اور اچھے دلائل کی تعریف بھی کرتا۔[21] کافی دن گزر گئے لیکن کوئی معاملہ طے نہ ہوا ایک دن اس نے تمام کو مخاطب کیا اور حکماً کہا کہ کسی ایک بات پر متفق ہو جائیں اور اس کے بعد کچھ مخصوص اساقف کی ایک خاص مجلس کا اہتمام کروایا۔ ابن بطریق کے مطابق اس نے ان دنوں میں یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ اساقف کی ایک خاص جماعت ایک موقف پر متفق ہے اس نے ان 2048 اساقف میں سے 318 لوگوں کی ایک خاص مجلس منعقد کی (یہ سارے وہ لوگ تھے جو الوہیت مسیح کے قائل تھے اور اتنی بڑی تعداد میں سے ان چند کو قسطنطین نے منتخب کر لیا) اور ان کے درمیان میں بیٹھ کر ان سے کہا کہ میں نے اختیار آپ لوگوں کو دیا ہے آپ لوگوں کی بھلائی کی کوئی راہ نکالیں۔[22]

اب چونکہ ان مخصوص منتخب لوگوں میں سے اکثریت الوہیت مسیح کی قائل تھی اس لیے انہوں نے الوہیت مسیح والے عقیدہ کو درست قرار دیا۔ اریوس کو ملعون قرار دے کر کلیسا سے خارج کر دیا اور اس کی وہ ساری کتب جلا دیں جن میں اس کی آراء درج تھیں۔ قسطنطین کو بھی کچھ ایسا ہی فیصلہ مطلوب تھا جو مسیحیوں کو بت پرستوں کے قریب کر دے اور بت پرستوں کو ان سے اجنبیت محسوس نہ ہو۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان میں سے بھی کچھ لوگوں نے ان چیزوں کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کی لیکن آخر کار قیصر کے رعب اور دباؤ کی وجہ سے انہوں نے بھی الوہیت مسیح کے عقیدے کی تصدیق کر دی۔ مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب قوانین ایمانیہ بنائے جا رہے تھے تو قسطنطین نے حضرت مسیح کے بارے میں بذات خود ایک عبارت (Homoousius) یعنی "مساوی فی الجوہر" کا اضافہ کروایا جو مسیحیوں کے معاملات میں قسطنطین کی مداخلت اور اثر انداز ہونے کی واضح مثال ہے۔[23] کونسل کے اختتام پر جن لوگوں نے کونسل کے فیصلے کی تصدیق کی ان کو تکریم دی گئی، ان کی پرکشش دعوتیں کی گئیں، ان کو قیمتی تحائف

دے کر بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ رخصت کیا گیا اور ساتھ یہ تلقین کی گئی کہ وہ کونسل کے فیصلوں پر سختی سے عمل کروائیں۔ یوں ان بت پرستوں کے لیے مسیحیت میں آسانی اور برضاور غبت داخل ہونے کا ایک دروازہ کھل گیا کیونکہ وہ پہلے ہی مختلف چیزوں کو معبود سمجھتے تھے اور قیصر کو مرتبہ الوہیت پر رکھتے تھے تو الوہیت مسیح والے عقیدے والی مسیحیت میں ان کو اپنائیت محسوس ہونے لگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مسیحیوں کی تعداد میں حیران کن حد تک اضافہ ہو گیا۔

حاصل بحث ونتائج

- قسطنطین کی وجہ سے مسیحیوں کا دور ابتلاء ختم اور ان کی خوشحالی کے دور کا آغاز ہوا۔
- قسطنطین نے مسیحیوں کو مذہبی آزادی دی اور لوگوں کو مسیحیت قبول کرنے کی بھی کھلی آزادی ملی۔
- قسطنطین نے نہ صرف کہ ان پر ہونے والے مظالم کو روکا بلکہ ان کی مالی اور اخلاقی مدد بھی کی۔ ماضی میں جن لوگوں کی املاک چھین لی گئی تھیں وہ واپس دلائیں۔
- قسطنطین نے مسیحیوں پر اتنے انعامات کیے کہ انہوں نے غیر محسوس طریقے سے ان کو اپنے کلیسا کا سربراہ تسلیم کر لیا۔ چنانچہ وہ ان کے اختلافات کے فیصلے کرنے اور کونسلیں منعقد کروانے لگا۔ حتیٰ کہ اساقف کی تقرری اور معزولی تک کا اختیار بھی قسطنطین کے پاس تھا۔
- قسطنطین نے مسیحیت کے "قوانین ایمانیہ" اپنی مرضی و منشاء کے مطابق مرتب کروائے، الوہیت مسیح کا عقیدہ سرکاری طور پر مان لیا گیا اور اس کی خوب ترویج واشاعت کی گئی۔
- قسطنطین نے صلیب کو جنگی وسیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ اس طرح اس دور سے یہ مذہبی شعار کی حیثیت بھی اختیار کر گئی۔
- قسطنطین نے اتوار کے دن کو "یوم الرب" کے طور پر متعارف کروایا جسے مسیحی آج تک مناتے چلے آرہے ہیں۔
- قسطنطین نے کونسلوں کے منعقد کروانے کا طریقہ رائج کیا جس کو مسیحی اس کے بعد بھی اپنے مسائل اور اختلافات کے حل کے لیے اپناتے آئے ہیں۔
- قسطنطین نے مسیحیت جو کہ توحید کی دعوت کا دین تھا، اس کو وثنیت کے ہم نوا کر دیا۔
- جو باتیں پولس نے پیش کیں تھیں، قسطنطین نے ان کو بطور حکمران زبردستی منوایا۔
- قسطنطین نے مسیحیوں کے دلوں میں اپنی اتنی محبت اور رعب ڈال لیا تھا کہ وہ جو کہتا اس کو وہ بعینہ مان لیتے، حتیٰ کہ مسخ شدہ اور تحریف شدہ ایمانیات بھی۔[24]
- قسطنطین نے سرکاری طور پر حکم نامہ جاری کیا کہ نیقیہ کی کونسل کے فیصلوں کو ہر مسیحی ہر صورت تسلیم اور اس پر عمل کرے گا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا اور جلاوطن کر دیا جائے گا۔
- اگر قسطنطین مسیحیت کی طرف راغب نہ ہوتا یا کم از کم نیقیہ کی کونسل منعقد نہ کرواتا تو ادیان کی تاریخ کا دھارا کچھ اور نوعیت کا ہوتا۔

حوالہ جات وحواشی

1 تفصیل کے لیے دیکھیے: اسد رستم، الدکتور، الروم فی سیاستهم وحضارتهم ودینهم وثقافتهم وصلاتهم بالعرب، (بیروت: دار المکشوف، 1955ء)، ص 51۔

کانتو نورمان، التاریخ الوسیط، مترجم: الدکتور قاسم عبدہ قاسم، (قاہرۃ: دار المعارف، 1981ء)، 1/70۔

عجیبہ احمد علی، الدکتور، تاثر المسیحیة بالادیان الوضعیة، (قاہرۃ: دار الآفاق العربیۃ، 2006ء)، ص 383۔

ھ جے ولز، معالم تاریخ الانسانیة، مترجم: عبد العزیز توفیق جاوید، (قاہرۃ: لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، 1965ء)، 3/717۔

2 ناصری، سید احمد علی، تاریخ الامبراطوریة الرومانیة السیاسی والحضاری، (قاہرۃ: دار النہضۃ المصریۃ، 1975ء)، ص 357۔

3 رافت عبد الحمید، الدکتور، الدولة والكنیسة، (قاہرۃ: دار المعارف، 1983ء)، 2/60۔

4 ناصری، تاریخ الامبراطوریة الرومانیة السیاسی والحضاری، ص 358۔

5 عبد القادر احمد الیوسف، الامبراطوریة البیزنطیة، (بیروت: المکتبۃ العصریہ، 1922ء)، ص 20۔

6 رافت عبد الحمید، الدولة والكنیسة، 2/106۔

7 یوسابیوس، تاریخ الكنیسة، مترجم: مرقس داؤد، (قاہرۃ: مکتبۃ المحبۃ، 1979ء)، ص 498۔

8 یوسابیوس، حیاة قسطنطین، مترجم: مرقس داؤد، (قاہرۃ: مکتبۃ المحبۃ، 1979ء) ص 58-64۔

9 یوسابیوس، تاریخ الكنیسة، ص 480۔

10 یوسابیوس، حیاة قسطنطین، ص 8-9۔

11 ایضاً، ص 20-27۔

12 ابراہیم العدوی، الدکتور، المجتمع الاوربی فی العصور الوسطی، (قاہرۃ: مطبعۃ جامعۃ القاہرۃ، 1980ء)، ص 41۔

13 عبد القادر احمد الیوسف، الامبراطوریة البیزنطیة، ص 12۔

14 یوسابیوس، حیاة قسطنطین، ص 154-155۔

15 دیورانت ول، قصة الحضارة، مترجم: زکی نجیب محمود، (قاہرۃ: مکتبۃ الاسرۃ، 2001ء)، 3/389۔

16 ایضاً۔

17 رولاند بینتون، مواقف من تاریخ الكنیسة، مترجم: عبد النور میخائیل، (قاہرۃ: دار الثقافۃ المسیحیۃ، 1978ء)، ص 33۔

18 اسحاق عبید، الامبراطوریة الرومانیة بین الدین والبربریة، (قاہرۃ: دار المعارف، 1972ء)، ص 25۔

19 منسی یوحنا، تاریخ الكنیسة القبطیة، (قاہرۃ: مکتبۃ المحبۃ، سن ندارد)، ص 111۔

20 یوسابیوس، حیاة قسطنطین، ص 73۔

21 ایضاً، ص 90۔

22 سعید بن البطریق، التاریخ المجموع علی التحقیق والتصدیق، (بیروت: مطبعۃ الآباء الیسوعیین، 1950ء)، 1/127۔

23 رافت عبد الحمید، الدولة والكنیسة، 2/186۔

24 ابو زہرۃ، محمد، محاضرات فی النصرانیة، (ریاض: الرئاسۃ العامۃ للادارات البحوث العلمیۃ والدعوۃ والارشاد، 1404ھ)، ص۔ 152